ناہید ناز *

توقیتِ شبلی نعمانی

تعارف

معلم،مؤرخ، ادیب، سوانح نگار، سیرت نگار، شاعر اور سماجی کارکن مولانا محمد شبلی نعمانی (مئی)۱۸۵۷ء کے دورِ انتشار میں پیدا ہوئے اور (نومبر) ۱۹۱۴ء کے دورِ پیکار میں وفات پائی ۔تعلیم و تربیت کے مختلف مراحل بندول (آبائی گاؤں)، غازی پور، رام پور اور لاہور سے طے کیے۔ وکالت، نقول نویسی اور قرق آمینی (ناظر عدالت)جیسے شعبوں میں رہے۔یکم فروری ۱۹۸۳ء کو بطور اسسٹنٹ پروفیسر (عربی) علی گڑھ کالج ۱۸۷۸ء سے وابستہ ہوئے جہاں انھیں سر سید احمد خاں (۱۸۱۷ء-۱۸۹۸ء) علی گڑھ کالج اور لائبریری سے استفادے کا موقع ملا۔ المامون (۱۸۸۷ء)، سیرۃ النعمان (۹۰-۱۸۸۹ء)، سفرنامہ مصروروم و شام (۱۸۹۴ ء) اور الفاروق (۱۸۹۸ء) اسی دور کی یادگار ہیں ۔

علی گڑھ کالج سے علاحدگی (دسمبر ۱۸۹۸ء) کے بعد حیدر آباد میں سررشتۂ علوم وفنون کے ناظم (۲۳ مئی ۱۹۰۱ء) مقرر ہوئے جہاں الغزالی (۱۹۰۱ء)، علم الکلام (۱۹۰۳ء) الکلام (۱۹۰۴ء) سوانح مولانا روم (۱۹۰۴ء) جیسی تصانیف قلم بند کیں ۔

اس عہدے سے مستعفی ہونے کے بعد فروری ۱۹۰۵ء میں ندوۃ العلماء لکھنؤ آئے جہاں شعر العجم (۱۹۰۸ء)، دستۂ گل فارسی کلام کا مجموعہ (مارچ ۱۹۰۸ء)، الانتقاد (۱۹۱۱ء)، بوے

بنیاد جلد ۵، ۲۰۱۴ء
ناہید ناز

کل (دسمبر ۱۹۱۲ء)، اور سیرۃ النبیؐ (آغاز، جنوری ۱۹۱۲ء) جیسی کتب لکھیں۔

شبلی کے نجی واقعات میں، ان کے والد شیخ حبیب اللہ کا عقدِ ثانی (۱۸۴۴ء)، بھائی، مہدی حسن کی وفات (۲۹ جون ۱۸۹۷ء)، شبلی کا عقدِ ثانی (۱۹۰۰ء) والد اور بیوی کی وفات (۱۹۰۵ء)، عطیہ بیگم کے ساتھ تعلق (۱۹۰۶ء)، حادثۂ پا (۱۷مئی ۱۹۰۷ء)، بھائی، محمد اسحاق کی وفات (۱۰ اگست ۱۹۱۴ء) قابل ذکر ہیں۔ سماجی حوالے سے علی گڑھ کالج، مدرسہ سرائے میر، ندوۃ العلماء لکھنؤ، انجمن حمایت اسلام، خدام الدین جماعت، اردو ورنیکولرا سکیم کمیٹی، نیشنل سکول اعظم گڑھ اور دارالمصنفین اعظم گڑھ سے وابستگی رہی۔ یہاں حیاتِ شبلی کی ان جہات کو زمانی ترتیب سے پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

۱۸۵۷ء: مولانا شبلی نعمانی، پورا نام، محمد شبلی مئی ۱۸۵۷ء میں شہر اعظم گڑھ کے نواحی گاؤں ''بندول'' میں پیدا ہوئے۔[۱] ان کے والد شیخ حبیب اللہ (م ۱۹۰۰ء) نے شیخ شبلی بغدادی کے نام پر شبلی نام رکھا۔[۲]

۱۸۶۱ء: مولانا شبلی کی ابتدائی تعلیم کا آغاز ہوا۔[۳]

۱۸۶۶ء: مولانا شبلی کے والد شیخ حبیب اللہ نے غیر کفو میں دوسری شادی کی۔ مولانا شبلی اور ان کی حقیقی والدہ پر اس واقعے کا بہت برا اثر پڑا۔[۴]

۱۸۷۲ء: ابتدائی تعلیم کے بعد مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے غازی پور گئے جہاں انھیں مولانا محمد فاروق چڑیا کوٹی سے اکتسابِ علم کا موقع ملا۔[۵]

۱۸۷۴ء: زمانے کے دستور کے مطابق مختلف مشاہیر فن سے فیض حاصل کرنے کے لئے پہلے لکھنؤ اور رام پور کا رخ کیا۔[۶]

۱۸۷۵ء: مولانا شبلی نے مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے لاہور کا سفر کیا۔ ان کے والد، اس سفر سے خوش نہ تھے۔[۷]

۱۸۷۶ء: انیس (۱۹) برس کی عمر میں اپنے والد اور خاندان کے دیگر رشتہ داروں کے ساتھ حج کا سفر کیا۔[۸]

۱۸۷۹ء: وکالت کے امتحان میں شریک ہوئے لیکن ناکام رہے۔[۹]

۱۸۸۱ء: اس برس خوب محنت کی اور وکالت کا امتحان دوبارہ دیا جس میں کامیابی حاصل کی اور اعظم گڑھ میں وکالت شروع کر دی۔[۱۰]

اپنے والد شیخ حبیب اللہ کے ساتھ علی گڑھ، سرسید کی خدمت میں گئے اور سرسید کی مدح میں عربی میں قصیدہ کہا۔[۱۱]

۱۸۸۲ء: ضلع بستی میں چند ماہ وکالت کی۔[۱۲]

فروری ۱۸۸۲ء میں وکالت چھوڑ کر کلکٹر کی کچہری میں نقول نویس، اور بعد میں قرق آمینی کی اسامی پر تعین ہوا۔[۱۳]

۱۸۸۳ء: یکم فروری ۱۸۸۳ء کو علی گڑھ کالج میں اسسٹنٹ پروفیسر کی حیثیت سے تعینات ہوئے اور اسی سال ''تاریخ بنی عباس'' لکھنے کا بھی ارادہ کیا۔[۱۴]

۱۸۸۵ء: مثنوی صبح امید لکھ کر شائع کرائی جس میں علی گڑھ تحریک کی تاریخ اور سرسید کی تعریف کی گئی تھی۔[۱۵]

۱۸۸۶ء: علی گڑھ میں ''مجلس تحسینِ الصلوٰۃ'' قائم کی۔

اگست میں ملکہ معظمہ نے مدرسہ العلوم علی گڑھ کو دو تصانیف (بوساطت شبلی) تحفتاً بھیجیں۔[۱۶]

۱۸۸۷ء: اکتوبر میں مولانا شبلی کی پہلی مستقل تصنیف المامون منظر عام پر آئی۔[۱۷]

دسمبر میں محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے دوسرے اجلاس منعقدہ لکھنؤ میں ''چھوٹے کم درجہ اسکولوں کا قیام'' کے عنوان سے خطاب کیا۔[۱۸]

۱۸۸۹ء: دسمبر ۱۸۸۹ء میں سیرۃ النعمان کا پہلا حصہ مکمل کیا۔[۱۹]

۱۸۹۰ء: دسمبر ۱۸۹۰ء میں سیرۃ النعمان کا دوسرا حصہ مکمل ہوا۔[۲۰]

۱۸۹۱ء: محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے جلسہ الہ آباد میں ''ایجوکیشنل کانفرنس کی سالانہ رپورٹ پر ریمارک'' کے عنوان سے خطاب کیا۔[۲۱]

۱۸۹۲ء: اپریل میں سیرۃ النعمان کی طباعت ثانی ہوئی۔[۲۲]

۱۸۹۲ء روم و شام اور مصر کا سفر کیا۔[۲۳]

۲۶ اپریل کو علی گڑھ سے مسٹر آرنلڈ (جھانسی کے اسٹیشن سے) کے ہمراہ براستہ بمبئی، عدن اور قسطنطنیہ روانہ ہوئے۔[۲۴]

۱۳ مئی کو قسطنطنیہ پہنچے جہاں تین ماہ قیام کیا۔[۲۵]

قسطنطنیہ سے بیروت، بیت المقدس، اسکندریہ اور قاہرہ کا سفر کیا۔[۲۶]

۱۸۹۳ء مارچ میں مجموعہ نظم فارسی مطبع میں چھپنے کے لیے گیا۔

دسمبر میں الفاروق لکھنے کا آغاز کیا۔ لیکن ملازمت کے فرائض اور دیگر مصروفیات کی بنا پر مسلسل نہ لکھ سکے۔[۲۷]

۱۸۹۴ء سفر نامہ مصر و روم و شام لکھا اور اس کا پہلا ایڈیشن مفید عام پریس آگرہ میں چھپا۔[۲۸]

اسی سال ندوۃ العلماء کے سالانہ اجلاس میں "قدیم عربی نصاب کے نقائص" اور "علما کے فرائض" کے عنوان سے تقاریر کیں۔[۲۹]

سرسید کی کوشش اور سر آکلنڈ کالون لفٹنٹ گورنر کی سفارش سے نوروز پر "شمس العلماء" کا خطاب ملا۔[۳۰]

علی گڑھ کے سالانہ جلسے میں اُردو میں "مسدس" پڑھا۔[۳۱]

۱۸۹۵ء علی گڑھ کالج میگزین میں "اسلامی حکومتوں کے اہم تمدنی اور انتظامی صیغوں پر ایک سلسلۂ مضامین شروع کیا۔ اس سلسلے کا پہلا مضمون "اسلامی حکومتیں اور شفا خانے" کے عنوان سے جولائی ۱۸۹۵ء کے پرچے میں شائع ہوا۔"[۳۲]

۱۸۹۵ء ہی میں لاہور گئے اور وہاں "انجمن حمایت اسلام" کے جلسے میں شریک ہوئے۔

اسی سال وہ الٰہ آباد یونی ورسٹی کے شعبۂ فنون اور بورڈ آف سٹڈیز کے رکن مقرر ہوئے۔[۳۳]

۱۸۹۶ء دوسری بار حیدرآباد کا سفر کیا۔[۳۴]

دسمبر ۱۸۹۶ء تا نومبر ۱۸۹۷ء علی گڑھ کالج سے ایک سال کی رخصت لی اور اعظم گڑھ چلے

گئے۔

۱۸۹۷ء ۲۹ جون ۱۸۹۷ء کو مولانا شبلی کے چھوٹے بھائی مہدی حسن وفات پا گئے۔[۳۵]

۱۸۹۸ء جنوری میں مولانا شبلی کے بیٹے حامد نعمانی کی شادی ہوئی۔

فروری میں الفاروق حصہ دوم کے چند ابواب مطبع نامی کانپور میں چھپنے کے لیے دیے۔[۳۶]

اپریل ۱۸۹۸ء کو علی گڑھ کالج سے کنارہ کش ہو گئے کیونکہ سید محمود اور پرنسپل بک (Book) سے اُن کے مراسم اچھے نہ تھے۔[۳۷]

"اسکولوں میں مذہبی تعلیم کا انتظام" کے عنوان سے ندوۃ العلما لکھنؤ کے اجلاس سے خطاب کیا۔[۳۸]

چھ ماہ کی رخصت کے اختتام (دسمبر ۱۸۹۸ء) پر انھوں نے استعفا دے دیا۔[۳۹]

۱۸۹۹ء فروری ۱۸۹۹ء میں علم الکلام لکھنے کا آغاز کیا۔

جولائی ۱۸۹۹ء میں شعر العجم لکھنے کا ارادہ کیا۔

دسمبر ۱۸۹۹ء میں مولانا شبلی نے "ندوۃ العلماء" میں انگریزی تعلیم کی تجویز دی۔[۴۰]

محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس منعقدہ کلکتہ میں بی اے میں فارسی کے قیام سے متعلق پُرزور تقریر کی۔[۴۱]

۱۹۰۰ء جون ۱۹۰۰ء میں مولانا شبلی کا عقد ثانی ہوا۔[۴۲]

۱۲ نومبر ۱۹۰۰ء میں مولانا شبلی کے والد شیخ حبیب اللہ وفات پا گئے۔[۴۳]

۱۹۰۱ء مولانا شبلی حیدرآباد آئے۔ ۲۲ مئی ۱۹۰۱ء کو ان کا تقرر سررشتۂ علوم وفنون کی نظامت پر ہوا۔[۴۴]

دسمبر ۱۹۰۱ء میں امام غزالی کی سوانح عمری الغزالی تصنیف کی۔[۴۵]

۱۹۰۲ء جنوری ۱۹۰۲ء میں مولانا شبلی کی کاوشوں سے ندوۃ العلماء میں انگریزی کا اجرا ہوا۔

فروری ۱۹۰۲ء میں رسالہ الندوۃ کے اجرا کی کوششیں کی۔

الغزالی مکمل ہو کر مطبع میں چلی گئی اور مارچ ۱۹۰۳ء سے پہلے چھپ گئی۔

اپریل ۱۹۰۲ء میں علم کلام کی تاریخ آگرہ چھپنے کے لیے روانہ کی۔[۴۶]

۱۹۰۳ء جنوری ۱۹۰۳ء میں محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس دہلی کے اجلاس میں ""تعصب اور اسلام" کے موضوع پر تقریر کی۔[۴۷]

علم الکلام لکھی جو مذہب کو عقلی دلائل سے ثابت کرنے کی ایک کاوش تھی۔[۴۸]

مارچ ۱۹۰۳ء میں "ابن رشد" کے سوانح لکھنے کا ارادہ کیا جو بعد میں الندوہ میں متفرق چھپی۔

اپریل ۱۹۰۳ء میں "انجمن ترقی اردو" کا آغاز ہوا۔ مولانا شبلی اس انجمن کے سیکرٹری مقرر ہوئے۔

نومبر ۱۹۰۳ء میں میرانیس کے کلام پر مفصل تبصرہ لکھا۔

۱۹۰۴ء سوانح مولانا روم لکھی جس میں مولانا جلال الدین رومیؒ بطور ایک حکیم اور ان کی مثنوی معنوی کو عقائد اور کلام کی حیثیت سے پیش کیا۔[۴۹]

۱۹۰۵ء فروری ۱۹۰۵ء میں حیدر آباد سے مستعفی ہو کر وطن آئے۔[۵۰]

اپریل میں دارالعلوم کے معتمد کی حیثیت سے ندوۃ العلماء لکھنؤ آ گئے جہاں وہ ۱۹۱۳ء تک رہے۔[۵۱]

۱۹۰۵ء میں مولانا ابو الکلام آزاد بمبئی میں مولانا شبلی نعمانی سے ملے۔ انھوں نے آپ کو ندوۃ العلماء بلایا جہاں وہ ڈیڑھ سال مقیم رہے۔[۵۲]

۱۹۰۶ء ۶ مارچ ۱۹۰۶ء کو شعر العجم کے نام سے فارسی شاعری کی تاریخ لکھنی شروع کی۔[۵۳]

اگست ۱۹۰۶ء میں بمبئی گئے۔ بمبئی جانے کا مقصد ندوۃ العلماء کے لیے چندے کا حصول تھا۔ یہاں ان کی ملاقات عطیہ بیگم سے ہوئی۔[۵۴]

۱۹۰۷ء ۱۷ مئی ۱۹۰۷ء کی رات دس بجے اپنے گھر میں بھری ہوئی بندوق چل گئی جس سے ایک پاؤں پنڈلیوں تک چور چور ہو گیا۔[۵۵]

اگست ۱۹۰۷ء میں بسلسلہ علاج حیدر آباد اور بمبئی کا سفر کیا۔[۵۶]

اکتوبر ۱۹۰۷ء میں شعر العجم کا پہلا حصہ مرتب ہو کر طبع ہوا۔

۱۹۰۸ء جنوری میں شعر العجم کا دوسرا حصہ زیر تحریر رہا۔ فروری میں بمبئی کا سفر کیا، جہاں سے لکڑی کا مصنوعی پاؤں لگوایا۔[۵۷]

فروری ۱۹۰۸ء میں "ندوۃ العلماء" کی عمارت بنانے کے لیے والدہ ماجدہ نواب بہاولپور کے نجی خزانے سے پچاس ہزار کی رقم دلوائی۔[۵۸]

مارچ ۱۹۰۸ء میں دستۂ گل کی طباعت کا آغاز ہوا۔

مارچ ہی میں پٹیالہ میں ایک مسلمان راجپوت کانفرنس میں شرکت کرنے کے لیے پٹیالہ گئے۔

اگست ۱۹۰۸ء میں شعر العجم کا دوسرا اور تیسرا حصہ مکمل ہونے کے قریب تھا۔

۲۸ نومبر ۱۹۰۸ء کو لکھنؤ کے لیفٹیننٹ گورنر کے ہاتھوں ندوۃ العلماء کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔[۵۹]

۱۹۰۹ء مولانا شبلیؒ نے "ندوہ" کو اشاعتِ اسلام کی تحریک کا ذریعہ بنایا۔

شعر العجم ۱۹۰۹ء میں مکمل ہوئی اور پنجاب یونی ورسٹی نے اسے سال کی بہترین تصنیف قرار دے کر مؤلف کو پندرہ سو روپے کا انعام دیا۔[۶۰]

۱۹۰۹ء ہی میں مدرسہ دارالعلوم کی تعمیر کا آغاز ہوا۔

۱۹۱۰ء جنوری میں مولانا شبلی دہلی گئے جہاں ان کی ملاقات سر آغا خاں سے ہوئی۔ موصوف نے ندوہ کے متعلق کچھ مفید مشورے دیے۔[۶۱]

اپریل ۱۹۱۰ء مدرسہ سرائے میر کے نظم و نسق کی درستی پر توجہ دی۔[۶۲]

۱۹۱۱ء نومبر ۱۹۱۱ء میں الانتقاد علی رسالہ جرجی زیدان (ایڈیٹر الہلال مصر) کی تاریخ تمدن اسلامی کے رد میں لکھا۔[۶۳]

۱۹۱۲ء جنوری ۱۹۱۲ء میں سیرۃ النبیؐ لکھنے کا آغاز کیا۔[۶۴]

فروری ۱۹۱۲ء میں "خدام الدین" جماعت کا قیام عمل میں آیا۔

مارچ ۱۹۱۲ء میں اردو ورنیکولر سکیم کمیٹی میں ''اردو'' کے نفاذ کے لیے مولانا شبلی کی کاوشوں کو کامیابی ملی۔

اپریل ۱۹۱۲ء میں ''ندوۃ العلماء'' کے لیے ریاست بھوپال سے عطیہ کی درخواست کی۔

اکتوبر ۱۹۱۲ء میں جمعے کے روز کی تعطیل کے لیے تحریک چلائی۔

نومبر ۱۹۱۲ء میں ترکی اور بلقان کی جنگ چھڑ گئی۔ مولانا شبلی کی ہمدردیاں اور اظہار یک جہتی ترکوں کے ساتھ تھیں۔

دسمبر ۱۹۱۲ء میں فارسی غزلوں کا مجموعہ بوئے گل تیار ہوا۔

مدرستہ العلوم علی گڑھ میں ''اسلام بحیثیت ایک مکمل مذہب۔ اسلام کی بہترین جمہوریت'' کے عنوان سے لیکچر دیا۔[۶۵]

۱۹۱۳ء جنوری میں اردو کلام کا انتخاب نالۂ شبلی کے نام سے شائع ہوا۔

مولانا شبلی نے ''سیرۃ اکادمی'' قائم کرنے کا ارادہ کیا۔ اس ضمن میں مولانا ابو الکلام آزاد کو اس کا خاکہ بنا کر بھیجا۔

نومبر ۱۹۱۳ء میں ''افیون'' کا استعمال شروع کر دیا۔ (واضح رہے کہ اس عہد میں افیون بطور نشہ استعمال نہیں ہوتی تھی بلکہ بطور علاج ضعف معدہ مستعمل تھی)۔[۶۶]

۱۹۱۴ء فروری میں دارالمصنفین کی تحریک کو عملی جامہ پہنانے کی کوششیں تیز کر دیں۔

مارچ میں سیرۃ النبیؐ کی کاپیاں لکھوانی شروع کر دیں۔

جولائی میں سید سلیمان ندوی کو سیرۃ عائشہ اور ازواج مطہرات پر کتابیں لکھنے کی ترغیب دی۔

جولائی میں ہی دارالتصنیف کی جماعت کا انتظام کیا۔

۱۰ اگست ۱۹۱۴ء کو مولانا شبلی کے بھائی محمد اسحاق (بی اے، ایل ایل بی) وفات پا گئے۔[۶۷]

ستمبر، اکتوبر ۱۹۱۴ء میں صحت مسلسل خراب رہنے لگی۔[۶۸]

مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۴ء سید سلیمان ندوی کو اپنے پاس بلانے کے لیے مکتوب لکھا۔[۶۹]

۲۸ اکتوبر ۱۹۱۴ء کو وفات (۱۸ نومبر ۱۹۱۴ء) سے بیس روز قبل مولوی حمید الدین کے نام آخری خط لکھا۔[۷۰]

۱۵ نومبر کی شام کو سید سلیمان ندوی مولانا شبلی کے پاس اعظم گڑھ پہنچ گئے تھے لیکن مولانا کی حالت بہت بگڑ چکی تھی۔[۷۱]

۱۷ نومبر کی صبح مولانا حمید الدین اور سید سلیمان ندوی کو بلا کر کہا ''سیرت! سیرت!'' اور انگلی سے لکھنے کا اشارہ کر کے کہا ''سب کام چھوڑ کے۔''[۷۲]

۱۸ نومبر ۱۹۱۴ء کو چہارشنبہ کے دن صبح کے ساڑھے آٹھ بجے دنیا کو الوداع کہا۔[۷۳]

حوالہ جات

* پرنسپل، گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، جنڈ، اٹک۔

۱۔ ڈاکٹر شیخ محمد اکرام، یادگار شبلی (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، طبع اول ۱۹۷۱ء)، ص ۲۷۔۲۸۔

۲۔ ڈاکٹر جمیل جالبی، تاریخ ادب اردو جلد چہارم (لاہور: مجلس ترقی ادب فروری ۲۰۱۲ء)، ص ۱۰۵۹۔

۳۔ ایضاً، ص ۱۰۵۹۔

۴۔ یہ معلومات ڈاکٹر شیخ اکرام کی کتاب یادگار شبلی سے اخذ کی گئی ہیں۔

۵۔ مولانا سید سلمان ندوی، حیات شبلی (علی گڑھ: دارالمصنفین ۱۹۴۳ء)، ص ۷۴۔۷۵۔

۶۔ سہیل اقبال احمد الاصلاح (دسمبر ۱۹۳۶ء)، ص ۵۱۔

۷۔ یادگار شبلی، ص ۲۵۔

۸۔ مولانا سید سلمان ندوی، معارف، جلد ۱، شمارہ ۲ (۱۹۱۷ء)، ص ۱۸۔

۹۔ یادگار شبلی، ص ۲۹۔

۱۰۔ ایضاً، ص ۲۹۔

۱۱۔ مولوی محمد امین زبیری، ذکر شبلی (لاہور: مکتبہ جدید ۱۹۵۳ء)، ص ۳۷۔

۱۲۔ ایضاً، ص ۷۰۔

۱۳۔ پروفیسر محمد زمان، ''شبلی نعمانی'' مشمولہ تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند جلد چہارم (لاہور: پنجاب یونی ورسٹی، ۲۰۱۰ء)، ص ۹۵۔

۱۴۔ معین الدین احمد انصاری، مولانا شبلی مکاتیب کی روشنی میں (کراچی: اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۶۷ء)، ص ۳۲۱۔

۱۵۔ ذکرِ شبلی،ص۱۴۵۔

۱۶۔ شبلی ۔مکاتیب کی روشنی میں،ص۳۲۔

۱۷۔ یادگار شبلی،ص۱۷۶۔

۱۸۔ مولانا سید سلیمان ندوی،مرتب خطبات شبلی (اسلام آباد:نیشنل بک فاؤنڈیشن،۱۹۸۹ء)،ص۱۔

۱۹۔ پروفیسر محمد فرمان،"شبلی نعمانی"،ص۹۹۔۱۰۰۔

۲۰۔ یادگار شبلی،ص۱۸۱۔۱۸۲۔

۲۱۔ خطبات شبلی،ص۱۹۔

۲۲۔ ڈاکٹر جمیل جالبی،"شبلی نعمانی" مشمولہ تاریخ ادب اردو جلد چہارم (لاہور:مجلس ترقی ادب فروری۲۰۱۲ء)،ص۱۰۶۲۔

۲۳۔ ذکر شبلی،ص۴۔

۲۴۔ مولانا شبلی نعمانی، سفرنامہ روم و مصر وشام (دہلی: قومی پریس، ۱۹۴۸ء)،ص۱۴۔

۲۵۔ ایضاً،ص۳۱۔

۲۶۔ ایضاً،ص۱۱۷۔۱۳۷۔۱۲۵۔۱۲۷۔

۲۷۔ مولانا شبلی نعمانی، الفاروق حصہ اول و دوم مکمل (اعظم گڑھ:مطبع معارف،۱۹۸۹ء)،ص۱۳۔۱۴۔

۲۸۔ ذکرِ شبلی،ص۴۶۔

۲۹۔ خطباتِ شبلی،ص۱۴۔۲۵۔

۳۰۔ ذکر شبلی،ص۴۷۔

۳۱۔ مولانا سید سلیمان ندوی،مرتبہ کلیات شبلی (کراچی: اردو اکیڈمی سندھ،۱۹۸۵ء)،ص۲۱۔

۳۲۔ حیات شبلی،ص۱۹۲۔

۳۳۔ ڈاکٹر جمیل جالبی، "شبلی نعمانی"،ص۱۰۶۳۔

۳۴۔ حیات شبلی،۱۷۱۔

۳۵۔ ڈاکٹر جمیل جالبی، "شبلی نعمانی"،ص۱۰۶۳۔

۳۶۔ مولانا سید سلیمان ندوی،مرتبہ مکاتیب شبلی حصہ دوم(اسلام آباد:نیشنل بک فاؤنڈیشن،۱۹۸۹ء)،ص۲۔

۳۷۔ ایضاً،ص۵۔

۳۸۔ خطباتِ شبلی،ص۴۷۔

۳۹۔ شبلی ۔مکاتیب کی روشنی میں،ص۲۰۵۔

۴۰۔ ڈاکٹر جمیل جالبی، "شبلی نعمانی"،ص۱۰۶۲۔

۴۱۔ ذکرِ شبلی،ص۱۴۳۔

۴۲۔ حیاتِ شبلی،ص۳۵۰۔

۴۳۔ ڈاکٹر جمیل جالبی، "شبلی نعمانی"،ص۱۰۶۳۔

۴۴۔ شبلی ۔مکاتیب کی روشنی میں،ص۳۲۳۔

۴۵۔ پروفیسر محمد فرمان، "شبلی نعمانی"،ص۱۰۱۔

۴۶۔ شبلی ۔مکاتیب کی روشنی میں،ص۳۲۳۔

۴۷۔ خطباتِ شبلی،ص۵۹۔

۴۸۔ مولانا شبلی نعمانی، علم الکلام (لکھنؤ:عمدۃ المطابع ۱۹۰۴ء)،ص۲۔

۴۹۔ یہ مواد تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند جلد چہارم صفحہ نمبر ۱۰۶ سے لیا گیا ہے۔

۵۰۔ ذکرِ شبلی،ص۱۳۸۔

۵۱۔ مکاتیب شبلی جلد دوم،ص۱۴۱۔

۵۲۔ شیخ محمد اکرام، موجِ کوثر (لاہور:ادارہ ثقافت اسلامیہ ۲ کلب روڈ،۱۹۴۵ء)،ص۲۵۲۔

۵۳۔ مولانا شبلی نعمانی، شعرالعجم حصہ اول (لاہور:مقبول اکیڈمی ۱۹۹ سرکلر روڈ، چوک انارکلی،۱۹۸۸ء)،ص۲۔

۵۴۔ ڈاکٹر وحید قریشی،شبلی کی حیات معاشقہ، ترتیب وتہذیب عرفان احمد خان (لاہور:ٹی اینڈ ٹی پبلشرز، دوسرا ایڈیشن،س ن۔)،ص۴۲۔

۵۵۔ مکاتیبِ شبلی جلد اول،ص۱۴۳۔۱۴۴۔

۵۶۔ مکاتیبِ شبلی جلد دوم،ص۶۵۔

۵۷۔ یادگار شبلی،ص۳۰۶۔

۵۸۔ ایضاً،ص۳۰۸۔

۵۹۔ حیات شبلی،۲۸۴۔

۶۰۔ یادگار شبلی،ص۳۵۱۔

۶۱۔ ذکرِ شبلی،ص۱۳۵۔

۶۲۔ مکاتیبِ شبلی جلد دوم،ص۳۲۔

۶۳۔ مولانا شبلی نعمانی،مقالاتِ شبلی جلد ششم مرتب سید سلیمان ندوی (اعظم گڑھ: دارالمصنفین، ۱۹۸۹ء)،ص۱۳۶۔

۶۴۔ مولانا شبلی نعمانی،مقالات شبلی جلد ہشتم مرتب سید سلیمان ندوی (اعظم گڑھ:دارالمصنفین،۱۹۸۹ء)،ص۳۲۔

۶۵۔ خطباتِ شبلی،ص۱۳۳۔

۶۶۔ مکاتیبِ شبلی جلد دوم،ص۴۸۔

۶۷۔ ایضاً،ص۱۱۵۔

۶۸۔ ایضاً،ص۵۳۔

۶۹۔ ایضاً،ص۱۱۶۔

۷۰۔ ایضاً،ص۵۵۔

۷۱۔ حیاتِ شبلی،ص۷۲۳۔

۷۲۔ ایضاً،ص۷۲۳۔

۷۳۔ یادگارِ شبلی،ص۳۴۹۔

مآخذ

اکرام،شیخ محمد۔یاد گار شبلی۔لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، ۱۹۷۱ء۔

______۔موج کوثر۔لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ ۲، کلب روڈ، ۱۹۹۵ء۔

انصاری،معین الدین احمد۔شبلی،مکاتیب کی روشنی میں۔کراچی: اُردو اکیڈمی بال سندھ ۱۹۶۷ء۔

جالبی،جمیل۔تاریخ ادب اُردو۔جلد چہارم۔لاہور: مجلس ترقی ادب فروری ۲۰۱۲ء۔

زبیری،محمد امین۔ذکر شبلی۔لاہور: مکتبہ جدید، نومبر ۱۹۵۳۔

زمان، محمد۔تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند۔جلد چہارم۔لاہور: پنجاب یونی ورسٹی،۲۰۱۰ء۔

سہیل، اقبال احمد۔الاصلاح (دسمبر ۱۹۳۶ء)۔

علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ (۳۰ جنوری ۱۹۱۵ء)۔

قریشی،وحید۔شبلی کی حیات معاشقہ۔ترتیب وتہذیب عرفان احمد خاں۔لاہور: ائی ایجوکیشنل پبلشرز، س ن۔

ندوی،سلیمان۔حیات شبلی۔علی گڑھ: دار المصنفین، ۱۹۴۳ء۔

______۔کلیات شبلی۔کراچی: اُردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۳۵ء۔

______۔مکاتیب شبلی۔حصہ اوّل۔اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۱۹۸۹ء۔

______۔مکاتیب شبلی۔حصہ دوم۔اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۱۹۸۹ء۔

______۔معارف۔جلد اوّل ۲ (۱۹۱۷ء)۔

نعمانی،شبلی۔سفرنامہ روم و مصر وشام۔دہلی: قومی پریس، ۱۹۲۸ء۔

______۔شعر العجم۔حصہ اوّل۔لاہور: مقبول اکیڈمی، ۱۹۹۰ سرکلر روڈ، چوک انارکلی، ۱۹۸۸ء۔

______۔الفاروق۔حصہ اوّل و دوم مکمل۔اعظم گڑھ: مطبع معارف، طبع سوم، ۱۹۸۹ء۔

______۔مقالات شبلی۔جلد ششم۔مرتب سید سلیمان ندوی۔اعظم گڑھ: دار المصنفین، ۱۹۸۹ء۔

______۔خطبات شبلی۔مرتب سید سلیمان ندوی۔اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۱۹۸۹ء۔

______۔مقالات شبلی۔جلد ہشتم۔مرتب سید سلیمان ندوی۔اعظم گڑھ: دار المصنفین، ۱۹۸۹ء۔

______۔علم الکلام۔لکھنؤ: عمدۃ المطابع، ۱۹۰۴ء۔